كتاب شناسی

عبقات الانوار فی امامة الائمة الاطہار

موٴلف: علامہ سید حامد حسین موسوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

سید رمیز الحسن موسوی[1]
srhm2000@yahoo.com

موٴلف کا مختصر تعارف

سید مہدی المعروف میر حامد حسین موسوی لکھنوی نیشاپوری ۵ محرم ۱۲۴۶ھ کو لکھنو میں پیدا ہوئے۔ اُن کی کنیت ابوالظفر ہے اور حامد حسین کے نام سے مشہور ہیں۔(1) اُن کا شمار برصغیر میں تیرہویں صدی کے سادات اور شیعہ علماء میں ہوتا ہے۔ اُن کا تعلق لکھنو کے ایک علمی اور مذہبی گھرانے سے تھا۔ اُن کے دادا سید محمد حسین جو سید اللہ کرم موسوی کے نام سے مشہور تھے، اپنے دور کے علماء اور زاہدوں میں سے تھے۔ میر حامد حسین کے والد ماجد سید محمد قلی بن سید محمد حسین ۱۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ وہ علامہ سید دلدار علی نقوی کے شاگردوں میں سے تھے۔ اُنھوں نے بہت زیادہ کتابیں تحریر کی ہیں۔ عبدالعزیز دہلوی کی شیعوں کے خلاف لکھی گئی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" کے جواب میں لکھی گئی کتاب "تشئید المطاعن" آپ کی مشہورترین کتاب ہے۔(2) اسی طرح آیات الاحکام کی تفسیر میں لکھی گئی کتاب "تقریب الافہام" بھی آپ کی تحریر ہے۔(3) سید محمد قلی کی وفات محرم الحرام ۱۲۶۰ھ میں ہوئی ہے۔(4)

میر حامد حسین موسوی کا شجرہ نسب ۲۷ پشتوں سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کا خاندان ایران کے شہر نیاپور کا رہنے والا تھا، لیکن ایران پر مغلوں کے حملے کی وجہ سے اُن کے خاندان کو ساتویں صدی ہجری میں ایران سے ہندوستان کی طرف ہجرت کرنی پڑی، جس کے بعد وہ وہیں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ سید میر حامد حسین کو چھ سال کی عمر میں شیخ کرم علی کے مکتب خانے میں داخل کرادیا گیا، جہاں اُنھوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی، لیکن کچھ ہی عرصے بعد اُنھوں نے اپنے والد گرامی سے پڑھنا شروع کر دیا اور ۱۴ سال کی عمر تک مقدمات عربی اور علم کلام کی ابتدائی کتابیں پڑھ لی تھیں۔ ۱۵ سال کی عمر میں والد گرامی کی وفات کے بعد اُنھوں نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے دوسرے اساتید کی طرف رجوع کیا اور علمی مدارج طے کئے۔

آپ نے "مقامات حریری" اور "دیوان متنبّی" جیسی نصابی کتابیں مولوی سید برکت علی اور "نہج البلاغہ" مفتی سید محمد عباس تستری سے پڑھی۔ علوم شرعیہ کو سلطان العلماء سید محمد بن دلدار علی اور اُن کے بھائی سید العلماء سید حسین بن دلدار علی سے حاصل کیا۔ یہ دونوں ہستیاں ہندوستان کے بزرگ شیعہ علماء میں سے تھیں اور علوم عقلیہ کی تعلیم سید العلماء سید مرتضی کے فرزند، ملقب بہ خلاصۃ العلماء سے لی۔(5)

اپنے اُستاد سید العلماء کی تصنیف "مناہج التدقیق" پر حاشیہ لکھا اور پھر کئی سال تحصیل علم کے بعد تحقیقی کام سے منسلک ہو گئے اور سب سے پہلے اپنے والد سید محمد قلی کی تصنیف "رسالہ تقیہ" اور "تشئید المطاعن" کی نقد و تصحیح کی اور اس کتاب کے متن کا اصلی منابع کے ساتھ موازنہ کیا۔

1۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت) بارہ کہو، اسلام آباد

مولوی حیدر علی فیض آبادی کی شیعوں کے خلاف لکھی گئ کتاب" منتھی الکلام "کے منظر عام پر آنے کے بعد اس کے جواب میں آپ نے " استقصاء الافحام" نامی کتاب لکھی۔ایک طرف مخالفین یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ شیعہ اس کتاب کے مطالب کا جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے، یہاں تک کہ کتاب کے مؤلف کے بقول اگر شیعوں کے اولین اور آخرین بھی جمع ہونگے تو بھی میری کتاب کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ دوسری طرف سے ہندوستان کے بزرگ علماء جیسے سلطان العلماء، سید العلماء، مفتی سید محمد عباس تستری وغیرہ خاص حکومتی حالات کے پیش نظر اس طرح کے کتابوں کے جواب نہیں دے سکتے تھے ایسے میں سید میر حامد حسین صاحب کا جواب نہایت ہی تعریف کے لائق قرار پایا۔

اس کے بعد کتاب" شوارق النصوص" لکھی اور پھر عظیم المرتبت کتاب" عبقات الانوار" کئ جلدوں کی تألیف کا سلسلہ شروع کیا اور عمر کے آخر تک اسی طرح تحقیق و تصنیف میں مصروف رہے۔

۱۲۸۲ھ میں حج اور اس کے بعد عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔حرمین شریفین سے نادر کتابوں سے کچھ نمونہ برداری کی اور عراق میں علماء کی علمی محافل میں شرکت کی، جہاں آپ کی نہایت قدردانی کی گئ اور آپ کو شاندار خراج تحسین پیش کیا گیا۔اس سفر سے واپس آکر اس سفر کی علمی روداد کو "اسفار الانوار عن حقائق افضل الاسفار" نامی کتاب کی صورت میں پیش کیا۔

میر حامد حسین نہایت ہی محنتی اور زمان شناس عالم دین تھے۔اپنی ساری زندگی دینی اعتقادات میں تحقیق و تصنیف اور دینی اعتقادات کے دفاع میں صرف کی۔زیادہ لکھنے کی وجہ سے آپ کے دائیں ہاتھ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھالہٰذا عمر کے آخری ایام میں بائیں ہاتھ سے لکھنے لگے تھے۔(6) اور بعض اوقات آپ بولتے تھے اور دوسرے لکھتے تھے۔(7)

اُنھوں نے زندگی کے آخری ایام تک دین کے دفاع کا یہ سلسلہ جاری رکھااور اس میدان میں بہت زیادہ مشکلات برداشت کیں، یہاں تک کہ مریض ہو گئے۔ جس کی بنا پر بیٹھنا بھی مشکل ہوگیاتھا اور آپ پشت کے بل لیٹے رہتے تھے اور اس حالت میں بھی اپنے سینے پر کتاب رکھ کر مطالعہ کرتے اور لکھتے رہتے تھے۔(8)

وفات

ماہ صفر ۱۳۰۶ھ کی ۱۸ تاریخ کو آپ کی وفات واقع ہوئی اور آپ کو آپ کے امام بارگاہ میں ہی دفن کیا گیا۔آپ کے وفات کی خبر کے بعد عراق میں مختلف مقامات پر آپ کے سوگ میں مجالس منعقد ہوئیں۔لکھنو میں آپ کی لائبریری میں شیعہ اور غیر شیعہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔سید محسن امین صاحب "اعیان الشیعہ "نے اس لائبریری میں کتابوں کی تعداد کو 30 ہزار سے زیادہ ذکر کیاہے جس میں خطی نسخے بھی ہیں اور مطبوعہ کتابیں بھی۔(9)

میر حامد حسین موسویؒ کی تالیفات

علامہ میر حامد حسین موسویؒ نے مختلف موضوعات پر کئ کتابیں لکھی ہیں۔آپ کی بعض کتابیں مذہب تشیع کے خلاف لکھی گئ کتابوں کے رد میں لکھی گئ ہے۔آپ نے کلام، فقہ، سفرنامہ، شعر وغیرہ میں کتابیں لکھی ہیں۔آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "عبقات الانوار" ہے۔اس کتاب کے علاوہ میر سید حامد حسین موسویؒ کی تالیفات کی تفصیل کچھ یوں ہے :

1) استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی رد منتھی الکلام: حیدر علی فیض آبادی حنفی کی کتاب منتہی الکلام کا جواب ہے۔یہ کتاب فارسی میں ہے۔اس میں عدم تحریف قرآن کے بارے میں مفصل بحث کی گئ ہے۔اہل سنت کی بعض علماء کی

حالات زندگی کے علاوہ اصول دین اور فروع دین کے بعض مسائل جن میں شیعہ اور سنیوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، اس کتاب میں بحث ہوئی ہے۔

2) افحام اهل المین فی رد ازالة الغین؛

3) الشریعة الغرّاء، فقہ کامل

4) الشعلة الجوالة، خلیفہ سوم کے دور میں مصاحف کے جلائے جانے کے بارے میں

5) شمع المجالس، سیدالشہداء کی مصیبت میں ایک مرثیہ

6) شمع و دمع، شعر فارسی

7) الطارف، پہیلیوں کا مجموعہ

8) صفحة الالماس فی حکم الارتماس: غسل ارتماسی کے متعلق

9) العشرة الکاملة، دس مشکل مسئلوں کا حل

10) شوارق النصوص: ۵ جلد علم کلام میں

11) اسفار الانوار عن حقایق افضل الاسفار: مکہ و مدینہ اور عتبات عالیات میں ائمہ اطہارؑ کا زیارتی سفر نامہ

12) کشف المعضلات فی حل المشکلات

13) النجم الثاقب فی مسألة الارث: یہ بھی فقہی کتاب ہے۔

14) الدرر السنیة فی المکاتیب و المنشأت العربیة

15) الذرایع فی شرح الشرایع

16) شوارق النصوص فی مطاعن اللصوص

17) زین المسائل الی تحقیق المسائل: فقہی اور متفرق مسائل میں۔

18) درة التحقیق

19) الظل الممدود و الطلح المنضود

20) الغصب البتار فی مبحث آیة الغار (10)

عبقات کی تالیف کا سبب اور موضوع

جب مولوی عبد العزیز دہلوی نے خواجہ نصر اللہ کابلی کی کتاب "صواقع" سے سرقت کرتے ہوئے "تحفۂ اثنا عشریہ" لکھی اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ اس کتاب کا جواب کوئی نہیں دے سکتا تو اس شیعہ مخالف کتاب کے ہر باب کے جواب میں دسیوں کتابیں منظر عام پر آنے لگیں۔ جن میں سے ایک "عبقات الانوار" بھی تھی۔ جو "تحفۂ اثنا عشریہ" کے ساتویں باب کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ چونکہ "تحفہ اثنا عشریہ"

کے اس باب میں شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدہ امامت وولایت کو نشانہ بنایا گیا ہے اور بے بنیاد تہمتوں اور غیر علمی دلائل کے ساتھ علم کلام کے مطابق عقلی و نقلی ادلہ کا انکار کیا گیا ہے۔اس کتاب میں جہاں محدث دہلوی نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر دلالت کرنے والی مستند احادیث کا انکار کیا ہے وہاں بہت سی بے بنیاد باتیں بھی مکتب اہل بیتؑ کے ساتھ منسوب کی ہیں۔ لہٰذا ''عبقات الانوار'' کے مؤلف اس کتاب میں فلسفہ امامت کو روشن کرکے یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حقیقی اسلام وہ نہیں ہے جو مخالفین اہل بیت اطہارؑ پیش کرتے ہیں، بلکہ حقیقی دین وہی ہے جس کے راوی خود ائمہ اہل بیتؑ ہیں۔ مؤلف اس کتاب میں محدث دہلوی کے ایک ایک حرف کا کامل جواب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ''عبقات الانوار'' علم کلام میں مسئلہ امامت وولایت پر لکھی جانے والی مدلل کتابوں میں سے ایک ہے۔جو اپنی منفرد علمی روش اور اسلوب کی وجہ سے بے نظیر کتاب سمجھی جاتی ہے۔

روش تالیف

مؤلف نے ابتداء میں احادیث کی سند کو صرف اہل سنت کے ہاں متواتر اور قطعی الصدور ہونے کی حیثیت سے بحث کی ہے۔اس حوالے سے انہوں نے اہل سنت کے ہاں معتبر ترین مدارک کے ذریعے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر خود محدث دہلوی کے زمانے تک پہلے بلا واسطہ راویوں کی صحابہ کے ذریعے توثیق اور تعدیل کی ہے پھر اس توثیق کرنے والے صحابہ کی تابعین کے ذریعے توثیق کی ہے اس کے بعد غیر مستقیم راویوں کی خود دہلوی کے زمانے تک توثیق کو کتب رجال اور تراجم اور جوامع حدیثی کے ذریعے توثیق کی ہے۔اس کے بعد حدیث کے مضامین کی تجزیہ و تحلیل کرتے ہوئے انہیں شیعہ نظریے کے ساتھ مطابقت رکھنے اور اس پر دلالت کرنے کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔ اور آخر میں اہل سنت کی طرف سے وارد تمام اعتراضات کو ایک ایک کرکے نقل کرتے ہوئے سب کا مدلل جواب دیا ہے اور چہ بسا ان جوابات کیلئے بھی خود اہل سنت کی کتابوں سے دلائل پیش کئے ہیں۔

عبقات کے عناوین اور ابواب

یہ کتاب فارسی میں لکھی گئی ہے اور دو منہج (روشن طریقوں) پر مشتمل ہے اور ہر منہج چند جلدوں پر مشتمل ہے۔

پہلا منہج امامت اور ولایت کے بارے میں قرآن مجید کی چند آیات پر مشتمل ہے۔

دوسرا منہج اثبات امامت کے متعلق اُن بارہ احادیث کے بارے میں ہے کہ جن کی اصل کا یا تواتر کا محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں انکار کیا ہے اور ان پر اعتراضات کئے ہیں۔ ''عبقات الانوار'' کا احادیث امامت سے متعلق یہ منہج ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہے کہ جن میں سے تقریباً ۱۲ جلدیں ہندوستان اور ایران میں چھپ چکی ہیں۔ان بارہ احادیث میں ہر ایک کے بارے میں ایک جلد یا چند جلدیں ہیں۔ان میں سے بعض قدیم طباعت کے ساتھ شائع ہوئی ہیں اور اب جدید انداز میں چھپ رہی ہیں۔

دوسرے منہج کے ابواب کی تفصیل کے مطابق :

پہلا باب: ''حدیث غدیر'' کے بارے میں ہے اور یہ دو حصوں پر مشتمل ہے :

1. ۔ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ، تابعین، تابع تابعین، حفّاظ اور اہل سنت کے علم حدیث کے ماہرین تا خود دہلوی کے زمانے تک کا نام ان کی مختصر حالات زندگی اور ان کی توثیق کے ساتھ بیان کیا ہے۔
2. ۔حدیث کے مضمون کا تجزیہ و تحلیل اور اس کا حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر دلالت کرنے کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے محدث دہلوی کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا ہے۔

پہلا حصہ ۱۲۵۱ صفحات پر مشتمل ایک جلد میں مرتب کیا ہے جبکہ دوسرا حصہ ہزار صفحات کے دو جلدوں پر مشتمل ہے اور جو خود مؤلف کے زمانے میں ہی چاپ سنگی کے ساتھ منظر عام پر آگئی تھی اور یہ تینوں مجلدات غلام رضا مولانا بروجردی کی تحقیق کے ساتھ دس جلدوں میں قم المقدس میں منظر عام پر آگئی ہے۔اس حصے کا خلاصہ "فیض القدیر "کے نام سے شیخ عباس قمی نے ۴۶۲ صفحات میں شائع کیا ہے۔

دوسرا باب: "حدیث منزلت " کے بارے میں ہے جو ایک متواتر حدیث ہے ۔اسے بھی حدیث غدیر کی طرح دو حصوں میں بیان کیا ہے۔ یہ جلد خود مؤلف کے زمانے میں ۹۷۷ صفحات پر مشتمل لکھنو میں ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوئی ہےاور پھر مؤلف کی وفات کے ایک سوسال پورے ہونے پر سویں برسی کی مناسب سے اصفہان میں آفسٹ ہوئی ہے۔

تیسرا باب: "حدیث ولایت "سے مختص ہے۔ یہ حصہ ۵۸۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۳۰۳ ھ میں ہندوستان میں شائع ہوئی ہے۔

چوتھا باب:" حدیث طیر "کے ساتھ مختص ہے۔ یہ حصہ ۷۳۶ صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں ۱۳۰۶ ھ کو لکھنو میں شائع ہوا ہے۔

پانچواں باب: "حدیث مدینۃ العلم "کے ساتھ مختص ہے۔ یہ حصہ دو مجلدات پر مشتمل ہے اور پہلی جلد ۷۴۵ صفحات پر مشتمل ہےجو ۱۳۱۷ ھ میں جبکہ دوسری جلد ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ۱۳۲۷ ھ میں شائع ہوئی ۔

چھٹا باب: "حدیث تشبیہ " کے بارے میں ہے۔ یہ حصہ دو مجلّدات ایک ۴۵۶ صفحات جبکہ دوسری ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۳۰۱ ھ میں لکھنو سے شائع ہوا ہے۔

ساتواں باب: حدیث " من ناصب علیاً لخلافه فهو کافر " کے ساتھ مختص ہے ۔

آٹھواں باب: "حدیث نور " (کنت انا وعلی نوراً۔۔۔)کے متعلق ہے۔

نواں باب: غزوہ خیبر میں پیغمبر اکرمﷺ کی زبان مبارک سے ارشاد ہونے والی "حدیث رایت "کے بارے میں ہے۔جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔

دسواں باب: "حدیث انك تقاتل علی تأویل القرآن... " کے ساتھ مختص ہے۔اس حصے کا ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ کتابخانہ ناصریہ میں موجود ہے۔

گیارہواں باب: حدیث" الحقّ مع علیّ "کے ساتھ مختص ہے۔

بارہواں باب: یہ باب "حدیث ثقلین" اور "حدیث سفینہ" کے بارے میں ہے یہ حصہ پہلے لکھنو میں ۱۳۱۳ھ اور ۱۳۵۱ ھ اور پھراصفہان میں ۱۳۸۰ ھ میں ۶ جلدوں کے ساتھ شائع ہوااوراس کے بعد مدرسہ الامام المہدی کے زیراہتمام ۱۴۰۶ ھ میں شائع ہوا ہے۔خود مؤلف کے زمانے میں یہ حصہ سنگی چاپ کے ساتھ (۲ جلدوں میں) سید محمد علی روضاتی کی کوششوں سے اصفہان میں شائع ہوا تھا۔

اسی طرح چند سال پہلے اس حصے کا تحقیقی اور مفید خلاصہ " نفحات الأزہار فی خلاصۃ عبقات الانوار" کے نام سے عربی زبان میں سید علی میلانی کے قلم سے ۲۰ جلدوں میں قم سے شائع ہوا ہے۔

"عبقات الانوار" کے پانچ حصے علامہ سید میر حامد حسین موسویؒ، تین حصے ان کے بیٹے علامہ سید ناصر حسینؒ اور دو حصے علامہ سید محمد سعید فرزند سید ناصر حسین نے اسی روش اور اسلوب کے مطابق پایہ تکمیل تک پہنچائے جسے سید میر حامد حسین نے اپنایا تھا۔

عبقات کی خصوصیات :

"عبقات الانوار" کی چند ایسی خصوصیات ہیں جن کی طرف بعض دانشوروں نے خصوصی توجہ دلائی ہے اور ان کو اس کتاب کے مقبول اور بے نظیر ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

عبقات کا علمی پہلو :

"عبقات" کے مؤلف کی علمی صلاحیت، وسعت مطالعہ اور موضوع پر غیر معمولی تسلط کا اس کتاب کی تمام مجلدات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اُنھوں نے مذہب اہل بیتؑ کے دفاع میں پورے علمی استحکام کے ساتھ قدم اُٹھایا ہے جو کتاب کی ایک سطر سطر سے عیاں ہے ۔ عبقات کے علمی پہلو کے بارے میں علامہ محمد رضا حکیمی لکھتے ہیں :

" میر حامد حسین کو جیسے ہی پتہ چلا کہ ایک ایسی کتاب لکھی گئی ہے جس کے بارے میں دین، علم، سماج اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کے اشتباہات کی توضیح اور اس کی جہالتوں کا جبران اور اس کے تفرقہ اندازیوں اور دروغ پردازیوں کو بر ملا کرنا ضروری ہے۔تو سب سے پہلے آپ اپنے مطالعات اور معلومات میں اضافہ کرنے کی خاطر اس موضوع کے بارے میں موجود منابع اور مآخذ کی جستجو میں نکل پڑے اور اس راہ میں آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ صرف کیا۔ حالانکہ "تحفہ اثنا عشریہ" جیسی کتابوں کو آپ کی ذاتی معلومات کے ایک چوتھائی حصے کے ذریعے سے بھی جواب دیا جا سکتا تھا، لیکن سید میر حامد حسین موسویؒ نے اپنے اس اقدام کے ذریعے مکتب تشیع کی علمی تربیت اور ایک شیعہ عالم دین کی علمی قابلیت اور شیعوں کے ہاں انسانی شعور کے قابل احترام ہونے کو دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ "(11)

انھوں نے جس مطلب یا بحث کو بھی چھیڑا ہے اس کے تمام قابل بحث پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس موضوع کے بارے میں کما حقہ تحقیقات کو اس کے انتہائی درجہ تک پہنچایا ہے اور قارئین کیلئے اس کتاب کے مطالعے کے بعد دوبارہ کسی منابع کی طرف رجوع کرنے کے حوالے سے بے نیاز کیا ہے۔

گفتگو کے اصولوں کی پاسداری

صاحب عبقات دوسرے شیعہ علماء کی طرح اہل سنت علماء کے ساتھ مناظرہ اور بحث و مباحثہ کرتے وقت مناظرہ اور گفتگو کے آداب اور قواعد کی پوری پاسداری کرتے تھے،جبکہ طرف مقابل اگرچہ یہ دعویٰ کرتے تھے، لیکن عملاً اس پر پابند نہیں رہتے تھے۔

بحث و گفتگو کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب انسان کسی موضوع کے بارے میں کسی کا کلام نقل کرے تو امانت کی رعایت کرتے ہوئے بغیر کمی و زیادتی کے پورا کلام نقل کرے، پھر محل اشکال اور اعتراض کو مشخص کرکے اس کا نقضی یا حلی جواب دے۔ تاکہ سننے یا دیکھنے والا طرفین کے مدعا اور دلائل کو سننے کے بعد صحیح فیصلہ کرتے ہوئے درست اور صحیح نظریے کا انتخاب کر سکے۔میر حامد حسینؒ عبقات میں خطبہ کے بعد مولوی عبدالعزیز دہلوی کی عین عبارت کو بغیر کسی کمی و زیادتی کے نقل کرتے ہیں،پھر ان کا جواب دیتے ہیں۔ جبکہ دہلوی اس اصول کی رعایت نہیں کرتے مثلاً حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: "یہ حدیث بھی پچھلے احادیث کے مطابق شیعہ مدعا کے ساتھ کوئی ربط نہیں رکھتی" (12)یہ کہہ کر اس حدیث کے بارے

میں شیعہ استدلال کی طرف کوئی اشارہ نہیں کرتے اسی طرح حدیث نور کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں : ''یہ حدیث بھی مدعا پر دلالت نہیں کرتی'' لیکن اس حوالے سے شیعوں کے دلائل کی طرف اشارہ نہیں کیاجاتا۔(13)

گفتگو اور مناظرہ کے دیگر آداب میں سے ایک یہ ہے کہ مناظرے میں ایک ایسی چیز سے احتجاج کرے جسے طرف مقابل قبول کرتا ہو اور انکے ہاں یہ چیز حجت ہو نہ یہ کہ خود ہمارے ہاں حجت ہو۔

صاحب عبقات جس مسئلے میں بھی وارد ہوتے ہیں خود اہل سنت کی کتابوں سے احتجاج کرتے ہیں اور خود انہی کے حفاظ اور علماء و مشاہیر کے اقوال کے ذریعے ان پر استدلال کرتے ہیں۔ لیکن محدث دہلوی اس قاعدے اور اصول پر بھی عملی طور پر ملتزم نہیں رہتے اسی لئے دیکھتے ہیں کہ حدیث ثقلین کے مقابلے میں حدیث ''خلفائے راشدین سے تمسک''(14) کو پیش کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث کو فقط اہل سنت نقل کرتے ہیں شیعہ اسے اصلًا نقل ہی نہیں کرتے۔

مناظرہ کے دیگر اصول میں سے ایک یہ ہے کہ انسان احتجاج اور رد کرتے وقت حقیقت کا اعتراف کرے۔صاحب عبقات اگر کسی حدیث سے استدلال کرنا چاہتے ہیں تو اسے اہل سنت طرق سے استناد کرتے ہیں اور طرف مقابل نے جن جن واسطوں سے اسے استناد کیا ہے ان سب کو ذکر کرتے ہیں اور اس حوالے سے صرف ایک یا دو نفر کے نقل کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے ہیں بلکہ تمام اسناد کو نقل کرتے ہیں۔جبکہ محدث دہلوی ایسا نہیں کرتے مثلًا وہ جب ''حدیث ثقلین'' کو نقل کرتے ہیں تو فقط زید بن ارقم کے توسط سے نقل کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث کو ۲۰ سے زیادہ افراد نے صحابہ سے نقل کیا ہے۔اس کے علاوہ اُنھوں نے اس حدیث کو ناقص نقل کیا ہے اور جملہ ''اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض '' کو جسے مسند احمد اور صحیح ترمذی نے نقل کیا ہے اس سے حذف کیا ہے۔

مخالف کی بات کو ردّ کرنے کا طریقہ

سب سے پہلے کسی کی بات کو رد کرنے کے لئے طرف مقابل کا پورا کلام نقل کرنا چاہیے جیسا کہ عبقات کے مؤلف محدث دہلوی کا پورا کلام بغیر کسی کمی و بیشی کے نقل کرتے ہیں۔ حتی اسے نقل بہ معنی بھی نہیں کرتے بلکہ عین اس کی عبارات کو نقل کرتے تھے۔

دوسری اہم بات یہ کہ جس موضوع کے بارے میں بحث ہو رہی ہے اُس کے تمام جوانب کا مطالعہ کرنا چاہیے، لہٰذا سید حامد حسین موسوی جس موضوع پر بھی بحث کرتے ہیں، اس کے تمام پہلوؤں کی دقیق تحقیق کرتے ہیں۔لہٰذا جب اپنے مد مقابل کی بات کو رد کرنا چاہتے ہیں تو صرف ایک دو دلیل پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اس قدر دلائل اور شواہد پیش کرتے کہ مد مقابل کی بات سرے سے ہی ناقابل قبول ہو کر رہ جاتی ہے۔ بطور نمونہ جب حدیث ثقلین کے بارے میں جب ابن جوزی کی بات کو رد کرنا چاہتا ہے تو 156 طریقوں سے اسے رد کرتے ہیں۔

اسی طرح مکمل تحقیق کرنا بھی میر حامد حسین کی ایک اہم خصوصیت ہے۔جب بھی کسی موضوع پر بحث کرنا شروع کرتے تو اس موضوع کے متعلق تمام اقوال کو نقل کرتے ہیں، پھر ان سب کا ایک ایک کرکے جواب دیتے ہیں، یہاں تک کہ اس موضوع کے بارے میں امکانی اقوال کو بھی نقل کرکے ان کا بھی جواب دیتے ہیں۔اسی لئے اُنھوں نے محدث دہلوی کی بات کو رد کرتے وقت نصراللہ کابلی، ابن حجر اور طبری وغیرہ کے اقوال کو بھی نقل کرکے ان کا بھی جواب دیتے دیا ہے۔مثلا جب دہلوی حدیث سفینہ کو پیش کرتے ہیں اور اس حدیث کی امام علی علیہ السلام کی امامت پر دلالت کا انکار کرتے ہیں، لیکن اس کے سند وغیرہ سے بحث نہیں کرتے۔ لیکن صاحب عبقات شروع میں اس حدیث کو نقل کرنے والے ۹۲ افرد کا ذکر کرتے ہیں (کیونکہ آپکی نظر میں سند سے بحث دلالت سے بحث پر مقدم ہے) اور اس کے اسناد کو ذکر کرنے کی وجہ بھی یہ تھی کہ ابن تیمیہ اس حدیث کو بے سند قرار دیتے ہوئے اس کے سند کا انکار کرتا ہے، اس کے بعد آپ اس حدیث کو ذکر کرنے والے معتبر کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ایک اور اہم خصوصیت بات کی تہہ تک پہنچنا ہے یہ ایسا اصول ہے، جسے صاحب عبقات اپنے مد مقابل کی بات کو رد کرنے میں ہمیشہ مد نظر رکھتے ہیں وہ اس بارے میں پیش کیئے گئے اقوال کی تہہ تک پہنچتے ہیں۔اس کام سے آپ کے مقاصد کچھ یوں ہیں:

1) سب سے پہلے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ محدث دہلوی نے کوئی نئ بات نہیں کی ہے، بلکہ یہ ساری باتیں اس سے پہلے والے علماء نے اپنی کتابوں میں ذکر کردی ہیں،یوں آپ ثابت کرتے ہیں کہ دہلوی نے "نصراللہ کابلی" کی کتاب صواقع جو کہ عربی میں تھی کو فارسی میں ترجمہ کیا ہے اس کے علاوہ حسام الدین سہارنپوری(صاحب المرافض) کی کچھ باتوں کو اضافہ کیا ہے اور اسے "تحفہ اثنا عشریہ" کے نام سے پیش کیا ہے۔
2) اقوال کی تہہ تک جانے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان میں سے بعض نسبتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔مثلاً جب کتاب یواقیت میں حدیث طیر کے بارے میں شعرانی کے زبانی یہ بات کی جاتی ہے کہ اسے ابن جوزی نے جعلی احادیث کے زمرے میں لایا ہے، اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:"... اولا یہ ادعا کرنا کہ ابن جوزی نے اسے کتاب "موضوعات" میں ذکر کیا ہے خود سب سے بڑا جھوٹ ہے اور سب سے بڑا افتراع ہے۔اور اس بات سے قطع نظر کہ ابن جوزی کی کتاب "الموضوعات" جس کا ایک نسخہ بندے کے پاس موجود ہے، میں جب تفحص اور جستجو کرتے ہیں تو اس میں اس حدیث کا کوئی نام و نشان تک نظر نہیں آتا، پہلے ہم جان چکے ہیں کہ "حافظ علا" نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ "ابوالفرج یعنی ابن جوزی" نے اس حدیث کو "الموضوعات" میں ذکر ہی نہیں کیا ہے اسی طرح " ابن حجر" نے بھی صراحتاً کہا ہے کہ "ابن جوزی" نے اس حدیث کو "الموضوعات" میں ذکر نہیں کیا ہے۔پس اگر شعرانی نے اصل کتاب الموضوعات کو نہ دیکھا ہو اور "حافظ علا" کی بات سے بھی وہ آگاہ نہ ہوا ہو تو اے کاش ابن حجر جس کے بارے میں خود شعرانی نے "لواقح الانوار"میں خوب مدح سرائی کیا ہے، کی بات سے آگاہ ہو چکے ہوتے اور شرمندگی اور ذلت سے بچنے کی خاطر ہی کیوں نہ سہی اس قسم کے جھوٹ اور افتراع پردازی سے پرہیز کرتے۔

تناقض اور تعارض

آپ اکثر مقامات پر مخالفین کے استدلال کو ان سے مشابہ مطالب -جن پر خود مخالفین اعتماد کرتے ہیں- کے ذریعے باطل کرتے تھے۔مثلا جب دہلوی حدیث غدیر کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: "اگر پیغمبر(ﷺ) کا مقصد مسئلہ امامت و خلافت کو بیان کرنا تھا تو اسے کیوں صراحتاً بیان نہیں فرمایا تاکہ کوئی اختلاف پیدا نہ ہوتا؟صاحب عبقات اس کوایسی حدیث سے جو اہل سنت محدثین کو بھی قابل قبول ہے کے ذریعے باطل کرتے ہیں۔اس طرح ان کے استدلالات کا ان کی اپنی کتابوں میں موجود متضاد مطالب کے ذریعے بھی جواب دیتے ہیں۔لہٰذا حدیث "اصحابی کالنجوم" پر دہلوی کے استدلال کو اہل سنت ہی کی کتابوں سے صحابہ کی مذمت میں موجود موجود احادیث سے جواب دیتے ہیں۔

عبقات کے بارے میں علماء کی آراء اور تقریظات

کتاب عبقات الانوار اور اس کے مؤلف کے بارے میں تمام بزرگ علماء نے تعریفی کلمات کہے ہیں اور ان کی مدح وستائش کی ہے اور ان کے اس علمی کارنامے کو سراہا ہے۔اس کتاب پر بہت سے بزرگ علماء نے تقریظیں لکھی ہیں۔میرزای شیرازی، شیخ زین العابدین مازندرانی، محدث نوری، سید محمد حسین شہرستانی، شریف العلماء خراسانی، حاج سید اسماعیل صدر، شیخ الشریعہ اصفہانی اور اس زمانے کے اکثر

بزرگان نے اس کتاب پر تقریظات لکھی ہیں اور شیخ عباس بن احمد انصاری ہندی شیروانی نے ایک مخصوص رسالہ "سواطع الأنوار فی تقریظات عبقات الأنوار" تألیف کیا ہے اور اس میں مختلف علماء کے ۲۸ تقریظات کو جمع کیا ہے اور ان میں سے بعض تقریظات میں اس بات پر تصریح کی گئی ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے ایک سال کے اندر کئی افراد مسلمان یا شیعہ ہو گئے ہیں۔ یہاں بعض بزرگ شخصیات کی تقریظات میں سے چند آراء نقل کی جاتی ہیں:

۱۔ میرزای شیرازیؒ

میرزای شیرازی اپنے خط میں "صاحب عبقات" کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں: "واحد احد اقدس گواہ ہے کہ میں ہمیشہ آپ کی وجود مبارک کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں اور آپ کی تصنیفات میرے انس کا وسیلہ ہے اور دین اسلام میں آپ کی خدمات کو ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انصاف سے کہتا ہوں: اب تک علم کلام میں اس طرح کی نافع اور سودمند اور کامل کتاب کسی نے نہیں لکھی ہے۔ خصوصا "کتاب عبقات الانوار" جو اس زمانے کے حسنات اور غنائم میں سے ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے اعتقادات کی تکمیل اور اصلاح کیلئے اس کتاب کی طرف رجوع کرے اور اس سے استفادہ کرے۔ میرے خیال میں جو بھی جس طریقے پر بھی اس کتاب کی نشر واشاعت سعی وتلاش کرے تاکہ کلمہ حق سربلند اور کلمہ باطل سرنگون ہو، تو فرقہ حقہ اور ناجیہ کی اس سے زیادہ کوئی اور خدمت نہیں ہو سکتی ہے۔"

ایک اور خط جسے عربی زبان میں لکھا ہے یوں تحریر کیا ہے: "میں نے آپ کی کتابوں میں نہایت عالی اور قیمتی مطالب کو پایا۔ ان مطالب کو پیدا کرنے کی خاطر آپ نے جو تحقیقات انجام دی ہیں انکی خشبو ہر مشک و عنبر کی خوشبو سے برتر ہے۔ کتاب کی سلیس عبارت مصنف کی پختگی کی علامت ہے۔ اور جہل زدائی کی خاطر اس میں موجود اشارات اور نکات مایہ دقت اور آموزندہ ہے۔" (15)

۲۔ آقابزرگ تہرانی لکھتے ہیں:

"میر حامد حسین محقق، زمان شناس اور دین شناس عالم دین تھے۔ آپ اپنی کوشش اور علمی مقام میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ معاصرین بلکہ متاخرین میں سے بھی کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دینی اعتقادات میں تحقیق و تفحص اور سچے دین کی حفاظت اور اور اس کی دفاع میں صرف کی ہے۔...." (16) ایک اور جگہ آقا تہرانی لکھتے ہیں: "یہ کتاب کلامی، رجالی اور تاریخی کتابوں میں سے ایک ہے، اس میں ایسے مطالب پیش کئے گئے ہیں جو اس سے پہلے کسی اور کتاب میں دیکھنے میں نہیں آتے۔(17)

۳۔ کتاب "الغدیر" کے مؤلف

علامہ امینی نے مختلف موارد میں میر حامد حسین اور آپ کی کتاب "عبقات الانوار" کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ الغدیر کی پہلی جلد، فصل "المولفون فی حدیث الغدیر" میں "عبقات الانوار" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ سید بزرگوار اپنے والد ماجد کی طرح دشمنوں کے سر پر خدا کی ایک تیز دھار تلوار، دین مبین کا محافظ اور خدا کی آیات اور نشانیوں میں سے ایک ہے۔ آپ کی کتاب "عبقات الانوار" جس کی نسیم حیات بخش نے دنیا کو معطر کیا اور اس کا چرچا پوری دنیا میں پھیل گیا جس نے بھی اس کتاب کو دیکھا وہ اس کے حق و حقیقت کو روشن کرنے میں اس کے معجز آسا ہونے اور کسی باطل کو اس میں راہ نہ ہونے کا اعتراف کیا۔" (18)

۴۔ سید محسن امینؒ

اعیان الشیعہ کے مؤلف علامہ سید محسن امینؒ، صاحب عبقات کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: "فارسی زبان میں لکھی جانے والی "عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطھار" ایک ایسی کتاب ہے کہ اس موضوع پر ماضی اور حال میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ کتاب شاہ عبد العزیز کی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ مؤلف تحفہ نے مختلف بہانوں سے ان ساری احادیث کا انکار کیا ہے جو

حضرت امام علی علیہ السلام کی امامت پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن صاحب عبقات نے ان احادیث کے تواتر کو خود اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے، چند جلدوں میں لکھی جانے والی اس کتاب سے مصنف کی معلومات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔۔۔" (19)

۵۔مدرس تبریزی

کتاب "ریحانۃ الادب" کے مؤلف مدرس تبریزی آپ کے بارے میں "صاحب عبقات الانوار" کے ذیل میں لکھتے ہیں: "میر حامد حسین موسوی ہندی۔۔۔ فقاہت کے علاوہ دیگر علوم دینیہ جیسے علم حدیث، اخبار و آثار، معرفت و احوال رجال فریقین، علم کلام، خصوصاً امامت کے بحث میں نہایت بلند علمی مقام کے مالک تھے۔آپ کی علمی قابلیت کے مسلمان و غیر مسلم، عرب و عجم اور عامہ و خاصہ سب قائل تھے۔اسلام ناب اور مذہب حقہ کی دفاع میں پوری زندگی صرف کی یہاں تک کہ دائیں ہاتھ نے ساتھ دینا چھوڑ دیا اور عمر کے آخری ایام میں بائیں ہاتھ کے ساتھ لکھنے پر مجبور ہو گئے۔آپ کی کتاب "عبقات" کے مطالعے سے بخوبی آشکار ہو جاتا ہے کہ صدر اسلام سے عصر حاضر تک علم کلام خصوصاً "امامت" کی بحث میں ان کی طرح کسی نے بھی بحث و گفتگو نہیں کی ہے۔۔" (20)

۶۔شیخ عباس قمیؒ

صدر اسلام سے لیکر آج تک عبقات جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے ایسی کتاب کی تصنیف توفیق وتائید الٰہی اور توجہ وعنایت حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کے بغیر امکان پذیر نہیں ہے۔(21)

۷۔امام خمینیؒ

امام خمینیؒ کتاب "کشف الاسرار" میں لکھتے ہیں: "سید بزرگوار میر حامد حسین کی عبقات الانوار جیسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، میں نے سنا ہے کہ اس کی تیس جلدیں ہیں، ایران میں ۱۵ جلدیں دستیاب ہیں اور میں نے سات آٹھ جلدیں دیکھی ہیں، علماء کی فرمائش پر تجدید چاپ کا عمل انجام پارہاہے اور قبل اس کے کہ یہ عظیم گنجینہ ہاتھ سے نکل جائے کہ جس کے لئے ممکن ہو اس پر واجب ہے کہ اس کتاب کی نشر واشاعت کرے کیونکہ دشمن اس کی نابودی کی تاک میں ہے۔" (22)

عبقات کے بارے میں لکھی جانے والی کتابیں

"عبقات الانوار" کے بارے میں لکھی جانے والی کتابوں میں درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱۔تتمیم عبقات، تالیف سید ناصر حسین المعروف شمس العلماء، فرزند سید میر حامد حسین

۲۔علامہ سید حامد حسین موسویؒ کے دوسرے بیٹے سید ذاکر حسین موسوی نے "تذییل عبقات" کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے۔جو" عبقات" کو سمجھنے میں کافی مدد دیتی ہے۔

۲۔سید محسن نواب لکھنوی نے حدیث "مدینۃ العلم" کی تعریب کی ہے۔

۳۔اسی طرح سید محسن نواب لکھنوی نے جلد دوم، پنجم، ششم اور جلد اول کے ایک حصے کا خلاصہ اور ان تمام جلدوں کی تعریب بنام "الثمرات" بھی کی ہے۔

۵۔تکمیل، جلد ہفتم عبقات الانوار، تالیف سید محمد سعید، جو سید ناصر حسین کے بیٹے اور میر حامد حسین موسوی کے پوتے ہیں۔

۶۔ فیض القدیر فی ما یتعلق بحدیث الغدیر، کے نام سے شیخ عباس قمیؒ نے عبقات کی تلخیص کی ہے۔چونکہ حدیث غدیر سے متعلق عبقات الانوار کی یہ جلدیں بہت مفصل تھیں اور ان سے استفادہ کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل تھا، اس لئے مفاتیح الجنان کے مؤلف شیخ عباس قمیؒ نے اس کی بہت ہی خوبصورت انداز میں تلخیص کی ہے۔

۷۔خلاصہ عبقات الانوار از سید علی میلانی کہ جنہوں نے عبقات کا یہ خلاصہ عربی زبان میں کیا ہے۔ ۱۴۱۴ھ میں سید علی میلانی نے خلاصہ عبقات پر ایک بار پھر نظر ثانی کی ہے اور اُسے ۲۰ جلدوں میں " نفحات الازھار" کے نام سے شائع کیا ہے اور ہر جلد کے آخر میں ایک مکمل فہرست بھی دی ہے۔عبقات اور نفحات الازھار کا مقابلہ کرنے سے نفحات کے مؤلف سید علی میلانی کی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اُنھوں نے کس محنت سے اصل کتاب کے تمام نکات و مباحث کو حشو و زوائد سے پاک کرکے عربی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔(23)

عبقات کی طباعت

عبقات الانوار کی جلدوں کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ ہے۔ پہلے یہ گیارہ جلدوں میں ہندوستان سے شائع ہوئی تھی ،ایران میں بھی آفسٹ پر چھپی تھی۔ تقریباً پچاس سال قبل حدیث ثقلین و سفینہ دو جلدوں میں ہندوستان سے شائع ہوئی تھی اور پھر ایران میں چھ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد اس کی دس جلدیں کہ جو" حدیث ثقلین "کے بارے میں ہیں،آیت اللہ شیخ غلام رضا مولانا کے زیر اہتمام قم سے چھپی ہیں۔جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے ،اس کا خلاصہ شیخ عباس قمیؒ نے " فیض القدیر "کے نام سے کیا ہے جو کئی سال پہلے آیت رضا استادی اور دوسرے محققین کی تحقیق کے ساتھ قم سے موسسۂ درراہ حق نے شائع کیا ہے۔

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ ایرانی محقق علامہ سید علی میلانی نے عربی میں عبقات کا ترجمہ اور خلاصہ کیا ہے جو "نفحات الازھار" کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔اور اب مزید اشاعتی ادارے بھی اس عظیم الشان کتاب کی مکمل اشاعت کے لئے کام کر رہے ہیں۔اور میر سید حامد حسینؒ کے خاندان کے دوسرے علماء اور محققین کی کتابوں پر بھی کام ہورہا ہے۔اس سلسلے میں علامہ سید میر حامد حسین موسوی اور اُن کی عظیم الشان کتاب "عبقات الانوار" کی یاد میں ۱۳۹۵ شمسی میں ایک علمی کانفرنس بھی منعقد کی جارہی ہے۔جس کے ضمن میں میر حامد حسینؒ کی مذید کتب اور تحقیقی کام شائع کیا جارہاہے۔جس کی تفصیل نیٹ پر موجود ہے۔

عبقات کا اُردو ترجمہ

عبقات کی چند جلدوں کا اُردو ترجمہ جناب مولانا سید شجاعت حسین رضوی سلمہ نے کیا ہے۔اور اُن کا یہ ترجمہ ابھی تک جاری ہے۔اس وقت تک جو جلدیں سامنے آچکی ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے :

1. نور الانوار ترجمہ عبقات الانوار (حدیث نور) جلد اول۔مترجم مولانا سید شجاعت حسین رضوی گوپال پوری
2. نور الانوار ترجمہ عبقات الانوار (حدیث ثقلین) جلد اول و دوم۔ مترجم مولانا سید شجاعت حسین رضوی گوپال پوری

*****

حوالہ جات

1۔مقدمہ عبقات الانوار بحوالہ تکملہ نجوم السما،ج ۲،ص ۲۴

2۔السید علی المیلانی،السید حامد حسین وکتابہ العبقات فی الذکری المئویہ لوفاتہ،تراثنا،السنۃ الاولی،رجب و شعبان ورمضان ۱۴۰۶،العدد ۴

3۔عبقات الانوار،ج۱،مقدمہ،ص۲۰

4۔عبقات الانوار،ج۱،مقدمہ،ص۲۰

5۔آ قابزرگ تہرانی، نقباء البشر، ج۱، ص ۳۴۷

۵۔مدرسی تبریزی، ریحانۃ الادب، ج ۴، ص۵۵

7۔ بحوالہ نجوم السماء

8۔ مرتضی مطہری، آشنایی باقرآن، ج ۱۴، از مجموعہ آثار شہید مطہری. ج ۲۸، ص: ۶۲۷

9۔ محسن امین، اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۸۱

10۔السید علی المیلانی، السید حامد حسین وکتابہ العبقات: فی الذکری المئویہ لوفاتہ، تراثنا، السنۃ الاولی، رجب وشعبان ورمضان ۱۴۰۶، العدد ۴، مصطفٰی سلیمی زارع، عبقات الانوار وعلامہ میر حامد حسین، مجلّہ حدیث اندیشہ، شمارہ ۸و۹، پاییز ۸۸

11۔ حکیمی، محمد رضا، میر حامد حسین، ص ۱۱۱، ۱۱۰

12۔ تحفہ اثنا عشریہ اردو ترجمہ، ص ۴۱۴، مطبوعہ دارالاشاعت

13۔ تحفہ اثنا عشریہ اردو ترجمہ، ص ۴۳۵، ۴۳۴، مطبوعہ دارالاشاعت

14۔ تحفہ اثنا عشریہ اردو ترجمہ، ص ۴۱۴، مطبوعہ دارالاشاعت

15۔ مقدمہ عبقات انوار، جلد ۱، ص ۳۰

16۔ آقابزرگ تہرانی، نقباء البشر، ج ۱، ص ۳۴۸-۳۵۰

17۔ مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال، ص ۱۴۹

18۔ عبدالحسین امینی، الغدیر، ج ۱، ص ۱۵۶-۱۵۷

19۔اعیان الشیعہ ج ۱۸، ص ۱۷۳

20۔مدرس تبریزی، ریحانۃ الادب، ج ۲، ص ۴۳۳

21۔ شیخ قمی، عباس، ھدیۃ الاحباب ص ۱۷۷

22۔امام خمینی، کشف الاسرار ص ۱۴۲

23۔استفادہ از مقدمہ نور الانوار ترجمہ عبقات الانوار، ص ۲۰